وحدث عنه: الخطيبُ، والكَتّاني، والفقيهُ نَصرُ المَقدسي، وأبو طاهر الحِنّائي، وأبو القاسم النسيبُ ووثَّقَهُ، وبالإجازة أبو سَعْد بن الطُّيُوري [1].

وألَّفَ كتاباً طويلاً في الصفات [2]؛ فيه كَذِبٌ، ومما فيه حديثُ عَرَقِ الخيل [3]، وتلك الفضائح، فسبَّه علماءُ الكلام وغيرُهم. وكان ينالُ من ابن أبي بِشر [4]، وعلَّق في ثَلْبِه، والله يَغْفِرُ لهما.

قال ابنُ عساكر [5]: كان على مذهب السَّالمية [6]، يقول بالظاهر، ويتمسكُ بالأحاديث الضعيفة التي تُقَوِّي رأيَه. وسمعتُ أبا الحسن بن قُبَيس، عن أبيه، قال: لما ظهر من أبي عليٍّ الإكثارُ من الروايات في القِراءات اتُّهِمَ، فسار رشأ بنُ نظيف [7]، وابنُ الفرات، وقرؤوا ببغداد على الذين روى عنهم الأهوازي، وجاؤوا، فمضى إليهم أبو علي، وسألهم أن يُروه

---

(١) واسمه أحمد بن عبد الجبار الصيرفي، المتوفى سنة ٥١٧ هـ. ستأتي ترجمته في الجزء التاسع عشر من هذا الكتاب برقم (٢٧٠).

(٢) ذكره ابن عساكر باسم «البيان في شرح عقود أهل الإيمان» انظر «تبيين كذب المفتري» ٣٦٩.

(٣) انظر اللآلي المصنوعة ١/ ٣ و «تنزيه الشريعة» ١/ ١٣٤.

(٤) يعني أبا الحسن الأشعري، له فيه كتاب «مثالب ابن أبي بشر الأشعري» وقد رد عليه ابن عساكر رداً وافياً في كتابه «تبيين كذب المفتري»: ٣٦٤ - ٤٢٠.

(٥) انظر «تهذيب تاريخ ابن عساكر» ٤/ ١٩٧.

(٦) قال العلامة الكوثري في تعليقه على «تبيين كذب المفتري» ٣٦٩: السالمية فرقة من المشبهة، يقولون: إن الله تعالى يرى في صورة آدمي، وإنه تعالى يقرأ على لسان كل قارىء، وإنهم إذا سمعوا القرآن من قارىء يرون أنهم إنما يسمعونه من الله تعالى، ويعتقدون أن الميت يأكل في القبر ويشرب وينكح إلى غير ذلك. وهذه النحلة معروفة بالبصرة وسوادها بالسالمية نسبة إلى مقالة الحسن بن محمد بن أحمد بن سالم السالمي البصري وابنه أبي عبد الله المتصوف.

(٧) هو المقرىء أبو الحسن رشأ بن نظيف بن ماشاء الله، الدمشقي، المتوفى سنة ٤٤٤ هـ، مترجم في «معرفة القراء الكبار» ١/ ٣٢١، ٣٢٢، و «غاية النهاية» ١/ ٢٨٤.

سير أعلام النبلاء
تصنيف
الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى
٧٤٨هـ - ١٣٧٤م
مؤسسة الرسالة

ضروری نوٹ

ہر نبی کو اللہ نے خاص ناموں سے پکارا جو انکی امت کیلئے پہچان اور کلمے بن گئے۔ یہ نام اللہ کی اپنی زبان سریانی میں تھے۔ ان کلمے کے اقرار سے اس نبی کی امت میں داخل ہوتا ہے۔ تین دفعہ اقرار شرط ہے امت میں داخل ہونے کیلئے۔ بعد ان الفاظوں کو جتنا بھی دہرائے گا اتنا ہی پاکیزہ ہوتا جائیگا۔ مصیبت کے وقت ان الفاظوں کی ادائیگی مصیبت سے چھٹکارا بن جاتی ہے۔ قبر میں بھی یہ الفاظ حساب کتاب میں کفارہ بن جاتے ہیں حتیٰ کہ بہشت میں داخلے کیلئے بھی ان الفاظ کی ادائیگی شرط ہے۔ ہر امت کو چاہئے کہ اپنے نبی کے کلمے کو یاد کریں اور صبح و شام جتنا بھی ہو سکے ان کو پڑھیں۔ عبادت کیلئے آسمانی کتابیں آپ اپنی زبان میں پڑھ سکتے ہیں جبکہ عبادت کیلئے اصلی کتاب کی اصلی عبارتیں زیادہ فیض پہنچاتی ہیں۔

رسولوں کے کلمے یہ ہیں

عیسائیوں کا کلمہ

لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں عیسیٰ اللہ کی روح ہیں

یہودیوں کا کلمہ

لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موسیٰ اللہ سے بات چیت کرتے ہیں

ابراھیموں کا کلمہ

لا الہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ابراھیم اللہ کے دوست ہیں

مسلمانوں کا کلمہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں

جبکہ ہندو اور سکھ دین آدم اور دین نوح کی ایک کڑی ہیں۔ آدم کی قبر اسود (پتھر) کی تعظیم سے ان میں بھی پتھر پوجنے کی رسم نکلی۔ بڑی کشتی نوح سے بچے ہوئے لوگوں نے بھی ہندوستان میں جا کر تبلیغ کی تھی اور خضر نے بھی ان کے گروہوں کو فیض دیا تھا اور ان کی دعاؤں میں آدم (شنکر جی) اور خضر (وشنو مہاراج) کے نام شامل ہیں۔

ہر مذہب والا خواہ کوئی بھی زبان رکھتا ہو چونکہ یہ کلمے اللہ کی سریانی زبان میں اس کی پہچان اور نجات ہیں، عام انسان کیلئے روزانہ کم از کم [33] مرتبہ اللہ اور رسول کو صبح اور شام یاد کرنا ضروری ہے۔ دنیاوی مصیبتوں سے محفوظ کیلئے روزانہ (99) مرتبہ صبح اور شام یا جتنا بھی ہو سکے۔ مصیبت کو ٹالنے کیلئے پانچ ہزار (5,000)، پچیس ہزار (25,000) یا بہتر ہزار (72,000) تک آدمی ایک ہی نشست میں بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ آخری حد سوا لاکھ (125,000) ہے۔

دل کو صاف کرنے اور گناہوں کے دھبے مٹانے کیلئے سانس کی مشق۔ سانس لیتے وقت لا الہ الا اللہ اور سانس نکالتے وقت باقی اگلا حصہ پڑھیں۔ سانس نکالتے وقت دھیان دل کی طرف ہو۔ اللہ سے محبت اور قرب حاصل کرنے کیلئے دوسرا طریقہ ہے جو بغیر رب کی رضا کے مشکل ہے۔ کتاب میں درج شدہ طریقے کے مطابق دل کی دھڑکن کو تصور سے ملانا پڑتا ہے اور دھڑکنوں کے ساتھ صرف اللہ کے خاص الفاظ کو ملانا پڑتا ہے۔ جتنا ہو سکے روزانہ اس کی بھی مشق

The Sun

And you shall see large groups of peoples entering the Religion of God. (The Koran)

The secret lying behind the human images on the Sun and the Moon: the images are found on photographs taken by NASA and other reputed organisations.

The Moon

The Religion of God

This book requires unruffled concentration, attention, pondering and research from all religions, sects, and every man. It poses a challenge to those who deny the existence of spirituality.

His Divine Eminence

R. A. Gohar Shahi

ومنهم: من يرى أنه [هو الذى][1] يناجى ربّه عزّ وجلّ، فمقامه السؤال والتملّق، وحالُه الطّلب والتعلّق، وهذا للمعترفين والمريدين، وهم من خصوص أصحاب اليمين.

وينبغى للعبدِ أن يشهد فى التّلاوة أن مولاه يُخاطبه بالكلام؛ لأنه سبحانه متكلّم بكلام نفسه، وليس للعبد فى كلامه كلام، وإنّما جعل له حركةَ اللسانِ بوصفه، وتيسير الذكر بلسانه بحكم ربّه عزّ وجلّ حداً للعبد ومكانًا له[2]، كما كانت الشجرة وجهةً لموسى عليه السلام، وكلّمه الله عزّ وجلّ منها[3].

ويقال: إنّ كلّ حرف من كلام الله عزّ وجلّ فى اللوحِ المحفوظ أعظمُ من جبل قاف، وإنّ الملائكة لو اجتمعت على الحرف الواحد أن يُقلّوه ما أطاقوه، حتى يأتى إسرافيل، وهو مَلَك اللوح المحفوظ، فيرفعه فيقلّه بإذن الله عزّ وجلّ ورحمته، إذ كان الله تعالى أطاقه ذلك لما استعمله به[4].

وقال جعفرُ بن محمد الصادق: والله لقد تجلّى الله عزّ وجلّ لخلقه فى كلامه، ولكن لا يبصرون. وقال أيضًا، وقد سألوه عن شيءٍ لَحِقَه فى الصلاة حتى خرّ مغشيًا عليه، فلما سُرّىَ عنه قيل له فى ذلك، فقال: ما زلتُ أردّد الآيةَ على قلبى، حتى سمعتها من المتكلم بها، فلم يثبت جسمى لمعاينة قدرته تعالى.

وكذلك الخصوص يرددون الآية بقُلوبهم على قُلوبهم، ويتحقّقون بها فى مشاهدتهم بمدَدٍ من شهيدِهم وسيّدهم، حتى يستغرقهم الفهم، فيغرقون فى بحر العلم[5]. فإن قصرت مشاهدةُ التّالى عن هذا المقام، فيشهد أنه يناجيه بكلامه، ويتملّقه بمناجاته [وألطافه][6]، فإنّ الله عزّ وجلّ إنّما خاطَبه بلسانِه، وكلّمه بحركته

(١) زيادة من (ك).

(٢) فى (ك): وبسّر الذكر بلسانه لحكمة ربه، حداً للعبد ومكانًا له».

(٣) فى (ك): «كما كانت الشجرة وجهة لموسى صلى الله عليه وسلم، كلّمه ربّه منها».

(٤) هذه الفقرة ليست فى (ك).

(٥) فى (ك): «حتى يستغرقهم الفهم، فيستغرقون فى حقيقة منها».

(٦) زيادة من (ك).

الأولى: إثبات حكم من أحكام الإلهية في المسيح عليه السلام موافقة للنصارى على اعتقادهم أن المسيح عليه السلام هو الذي يحاسب الخلق في الآخرة، وهو المراد بقوله تعالى: ﴿وجاء ربك والملك صفاً صفاً﴾ [الفجر: ٢٢] هو الذي يأتي في ظلل من الغمام [1] وهو المعنى بقوله تعالى: ﴿ويأتي ربك﴾ [الأنعام: ١٥٨] وهو المراد بقول النبي عليه السلام: «إن الله تعالى خلق آدم على صورة الرحمن» وقوله: «يضع الجبار قدمه في النار»، وزعم أحمد بن خابط أن المسيح تدرع بالجسد الجسماني، وهو الكلمة القديمة المتجسدة كما قالت النصارى.

الثانية: القول بالتناسخ [2] زعماً أن الله تعالى أبدع خلقه أصحاء سالمين، عقلاء بالغين، في دار سوى هذه الدار التي هن فيها اليوم، وخلق فيهم معرفته والعلم به، وأسبغ عليهم نعمه، ولا يجوز أن يكون أول ما يخلقه إلا عاقلاً ناظراً معتبراً، فابتدأهم بتكليف شكره، فأطاعه بعضهم في جميع ما أمرهم به، وعصاه بعضهم في جميع ذلك، وأطاعه بعضهم في البعض، دون البعض، فمن أطاعه في الكل أقره في دار النعيم التي ابتدأهم فيها، ومن عصاه في الكل أخرجه من تلك الدار إلى دار العذاب وهي النار، ومن أطاعه في البعض وعصاه في البعض أخرجه إلى دار الدنيا، فألبسه هذه الأجسام الكثيفة، وابتلاه بالبأساء والضراء، والشدة الرخاء، والآلام، واللذات، على صور مختلفة، من صور الناس، وسائر الحيوانات، على قدر ذنوبهم، فمن كانت معاصيه أقل، وطاعته أكثر، كانت صورته أحسن، وآلامه أقل، ومن كانت ذنوبه أكثر، كانت صورته أقبح، وآلامه أكثر، ثم لا يزال يكون الحيوان في الدنيا كرة بعد كرة، وصورة بعد أخرى، ما دامت معه ذنوبه، وطاعاته، وهذا عين القول بالتناسخ، وكان في زمانهما شيخ المعتزلة أحمد [3] بن أيوب بن مانوس وهو أيضاً من تلامذة النظام، قال مثل ما قال

---

(١) في قوله تعالى: ﴿هل ينظرون إلا أن يأتيهم الله في ظلل من الغمام والملائكة وقضي الأمر وإلى الله ترجع الأمور﴾.

(٢) قال بالتناسخ قوم من الفلاسفة قبل الإسلام وكان سقراط من جملتهم، وفي الإسلام فريق من القدرية وفريق من غلاة الروافض ومانى الثنوي، إذ ذكر أن أرواح الصديقين إذا خرجت من أبدانهم اتصلت بعمود الصبح إلى أن تبلغ النور الذي فوق الفلك. ويكونون في السرور دائماً، أما أرواح أهل الضلال فإنها تتناسخ في أجسام الحيوان من حيوان إلى آخر حتى تصفو فتصل إلى النور الذي فوق الفلك (التبصير ص ٨٠).

(٣) في الفرق بين الفرق: أنه أحمد بن أيوب بن بانوش، وفي التبصير أنه أحمد بن بانوش وكان تلميذاً بن خابط وهو أرجاني ليس بمرضي عنه (الفرق بين الفرق ص ٢٥٥ ـ التبصير ٨٠ ـ لسان الميزان أول ص ١٣٩).

المِلَلُ وَالنِّحَل

للإمام أبي الفتح محمد بن عبد الكريم الشهرستاني
المتوفى سنة ٥٤٨ هـ

صححه وعلق عليه
الأستاذ أحمد فهمي محمد

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

سوال ۴۵: کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی نے فرمایا ہے کہ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورۃ فاتح کے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

جواب: بالکل غلط ہے۔ یہ ایک صرف محمد بن اسحاق بن یسار جو شیعہ ہے جس نے دین کو برباد کیا ہے، یہ صرف اس کا تفرد ہے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نام سے جہاں اس نے اور بربادیاں کی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ نبی ﷺ کی معراج جسمانی نہیں تھی اور یہی بات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس نے منسوب کی ہے۔ یہی محمد بن اسحاق ہے جو کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بچوں کے گلوں میں تعویذ لٹکاتے تھے۔ یہ ساری کفر و شرک اور شیعیت کی باتیں اس ظالم نے عام کردی ہیں اس انداز میں۔ اور اس حدیث کے اندر بھی اس کا تفرد ہے۔ یہ مدلّس بھی ہے، عن سے روایت کرتا ہے۔ اس کو امام مالک کہتے ہیں دجال من الدجاجلة۔ ہشام کہتے ہیں حدیث گھڑنے والا، وضاع اور کذاب ہے۔ یہی وہیب بن خالد اور سلیمان تیمی کا کہنا ہے اور یہی کچھ دوسروں نے بھی کہا ہے۔ یہ کذوب اور شیعہ ہے جس نے برباد کر ڈالا ہے۔ لوگوں نے اس کی بات کو مانا ہے حالانکہ نبی ﷺ کی حدیث مسلم میں آتی ہے کہ امام پڑھے تو خاموش رہو۔ امام مسلم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ لائے ہیں کہ جو امام کے پیچھے ہے اس کے اوپر شیء من القرأة نہیں ہے، سورۃ فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ۔ ترمذی لائے ہیں حسن صحیح کہہ کر؛ صاحب موطا لائے ہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول کہ بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اگر کوئی امام کے پیچھے ہو۔ یہ معاملہ ہے۔ جہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث بیان کی کہ سورۃ فاتحہ کی کتنی فضیلت ہے، ان کے ساتھی نے پوچھا کہ اگر میں امام کے پیچھے ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا اپنے دل میں پڑھو 'اقرا بها في نفسك' زبان سے نہیں پڑھنا ہے۔

سوال ۴۶: جادو کی حیثیت اور نبی ﷺ پر اس کے اثر کے متعلق بتایئے؟ (ح۔۱۶)

جواب: عربی میں جادو کے معنی ایسی چیز کے ہیں کہ جو سمجھ میں نہ آئے۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ کے نبی پر جادو کا اثر ہوا تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ آپ بشر ہیں عام انسانوں کی طرح اور آپ ﷺ کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کو اس واقعہ کے ذریعے معوذتین کی اہمیت بھی بتلانی تھی کہ یہ دو سورتیں ہیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ان کے ذریعے آپ تعوذ کیجیے۔ اسی لیے آپ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس پر پڑھ کر پھونکتے تھے۔ رات کو سوتے

إحراقًا، ويقيسون[١] على هذا القول في خلق الإدراك جميع الأشياء، حتى قيل له: فما تنكر[٢] أن يضع الله الجبال على إنسان فيحملها ولا يجد ثقلها لأن الله لم يخلق فيه إدراك الثقل؟ قال: لا أنكر ذلك، قيل: فما تنكر أن تكون[٣] في هذا الوقت بمكة جالسًا في قُبَّة وقد ضربت عليك وانت لا تعلم ‹ذلك› لأن[٤] الله لم يخلق فيك العلم به؟ قال: لا أنكر، فلقب بقبة، وقالوا: ٥
يجوز أن يدرك الإنسان ببصره ما وراء الحجاب إذا خلق الله له إدراك ذلك، وقالوا: الرؤيا حق وهي بمنزلة اليقظة [٢٩٧] فإذا رأى الإنسان في المنام كأنّه بالمغرب وهو بالمشرق فقد[٥] اخترعه الله بالمغرب في ذلك الوقت، والدليل على ذلك أنّا قد نرى في المنام مثل الذي في اليقظة، فلو كان ذلك باطلاً لكانت الرؤية باطلة.[٦] وقالوا: إنّ الذي يرى في المرآة[٧] إنما هو إنسان آخر مثله ١٠
اخترعه الله، ودليله أنه قد نرى شيئين فلو جاز أن يبطل أحدهما جاز أن يبطل الأخر. وقالوا: ليس من آية إلاّ وهي تحتمل الخاص والعام، وليس في القرآن ما يدلّ على عذاب أهل الصلاة لأنه قد يجوز أن تكون خاصة [٢٩٨] في

س ٣-٥ قابل بمقالات الاشعري ص ٤٠٧: قيل له فما تنكر ان تكون في هذا الوقت بمكة جالسا في قبة قد ضربت عليك وانت لا تعلم ذلك لان الله سبحانه لم يخلق فيك العلم به هذا وانت صحيح سليم غير مأوف؟ قال لا انكر فلقب بقبة.

س ١٠-١١ مقالات الاشعري ص ٤٣٤: فقال قائلون الذي يرى [الرائي] في المرآة انما هو انسان مثله اخترعه الله وهذا قول صالح.

---

[١] ويقيسون: ويقسمون – ص

[٢] تنكر: ينكر – ص

[٣] قيل فما تنكر ان تكون: فيه مما ينكر ان يكون – ص

[٤] لان: ان – ص

[٥] فقد: وقد – ص

[٦] الرؤية باطلة: الرؤيا باطلا – ص

[٧] المرآة: المنام – ص

باب الشيطان

من

كتاب الشجرة

لابي تمام
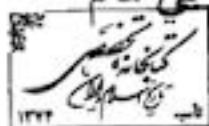
فتنته فلن تملك له من الله شيئاً﴾[1] يعني كفره، اولئك الذين لم يرد الله ان يطهّر قلوبهم. وقوله : ﴿ولو شاء الله ما فعلوه . ولو شاء الله ما اقتتلوا﴾[2] .

٤٠٤ فصل

ومن قولهم : ان النبيّ صلعم كان يحفظ القرآن قبل النبوّة، وقبل ان يأتيه جبرائيل، ٥ وهذا قول يردّ القرآن . قال الله تع : ﴿ما كنتَ تدري ما الكتاب ولا الإيمان﴾[3] يعني قبل نزول جبرائيل عليه ، وقوله : ﴿وما كنتَ تتلو من قبله من كتاب ولا تخطّه بيمينك﴾[4].

٤٠٥ فصل

ومن قولهم : ان الله تع يقرأ على لسان كلّ قارئ وانهم اذا سمعوا القرآن من ١٠ قارئ فانما يسمعونه من الله ، وهذا غلط لانه يفضي الى ان الله يلحن ويغلط ويفضي ايضاً الى القول بالحلول ، لان من قال بالحلول زعم ان كلّ جسم من الاجسام قد حلّ فيه شيء من القديم ، فما يكون فيه ، من أقوال القديم وأفعاله .

٤٠٦ فصل

ومن قولهم : إن لله مشيئة واحدة كما ان له علماً واحداً وان له مع كل مُراد ارادة، ١٥ إلا ان ارادته من صفات ذاته ، قديمة ، وهذا غلط لانه لو جاز ان يكون له ارادات لا نهاية لها لجاز ان يكون له علوم لا نهاية لها . فكذلك في سائر الصفات .

٤٠٧ فصل

ومن قولهم : إن الله تع في كل مكان ، ولا فرق بين العرش وغيره وهذا خلاف القرآن، قال الله تع ﴿الرّحمن على العرش استوى﴾[5] ولا يقال استوى على الارض ٢٠ ولا على بطون الجبال .

---

١) ٥:٤١ .
٢) جمع أبو يعلى هنا جزءًا من ٦:١٣٧ وجزءًا من ٢:٢٥٣ .
٣) ٤٢:٥٢ .
٤) ٢٩:٤٨ .
٥) ٢٠:٥ .

كتاب المعتمد في أصول الدين

للقاضي أبي يعلى الحنبلي

تصوف والوں کی خانقاہیں بنیں جو اپنی بربادی کے خواہاں ہوتے وہی وہاں جاتے پابوسی کرتے، "حضرت" کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے اور قرآن وحدیث کے خلاف ان کی خدائی کا دم بھرتے۔ اس طرح یہ لوگ برباد ہوتے تھے۔ لیکن اب بدقسمتی یہ ہوئی کہ یہ خانقاہیں موبائیل ہوگئی ہیں، متحرک بن گئی ہیں، یہاں بھی راستے گلیوں میں نظر آتی ہیں اور کبھی ایران جارہی ہیں کبھی جاپان اور کبھی امریکہ اور انگلینڈ جارہی ہیں تو یہ تصوف کی خانقاہیں ہیں جو متحرک ہوکر ساری دنیا میں پھیل گئی ہیں ان کا کیا عقیدہ ہے یہ بتاچکا ہوں ان کے ذریعہ سے اللہ کے بندوں کی بربادی کا وہ پیغام ہے کہ اللہ جسے بچائے وہی بچے گا۔

سوال ۲۶: گنبد خضراء کی تصویر جو کہ کاغذ اور کپڑے وغیرہ پر بنی ہوتی ہیں اس کو اکثر لوگ گھروں میں برکت کے لیے لٹکاتے ہیں۔ کیا اس کو توڑ دینا یا پھاڑ دینا چاہیے؟

جواب: گنبد خضراء کی تصویر کو پھاڑ دینا چاہیے کیونکہ یہ کھلا شرک ہے اور اس کی فوٹو جو گھروں اور مسجدوں میں لٹکے ہوتے ہیں وہ خالص بت پرستی ہے اور اس کے بارے میں دو رائیں ممکن نہیں۔ خود نبی ﷺ کی دعا ہے **اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد** اے اللہ! میری قبر کو پوجے جانے والا بت نہ بنانا۔

سوال ۲۷: مقررین امام حسین رضی اللہ عنہ کو صحابی کہتے ہیں جبکہ صحیح تاریخ میں ہے کہ امام حسین صحابی نہیں تھے۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: حسین رضی اللہ عنہ سے حدیثیں آئی ہیں۔ محدثین نے جس طرح محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کو لیا ہے جو کہ چار پانچ سال کے تھے ان کے اپنے اس واقع سے کہ مجھے یاد ہے کہ اللہ کے نبی میرے گھر تشریف لائے اور ہمارے گھر کے کنویں کے ڈول سے پانی منہ میں لینے کے بعد مجھ سے ہنسی کے طور پر اپنے منہ سے مجھ پر پچکاری ماری؛ وہ صحابی مانے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ حسین رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں، ان سے بھی حدیثیں مروی ہیں۔ یہ کہنا کہ وہ صحابی نہیں ہیں، صحیح نہیں ہے۔

سوال ۲۸: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسند احمد، احمد بن حنبل کی کتاب نہیں، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ مسند احمد نے نہ صرف عقیدے کو خراب کیا بلکہ شیعیت کو بھی پھیلایا ہے۔ شیعوں سے عقائد ہی نہیں لائے بلکہ پوری تاریخ وہاں سے لے کر مسند کے ذریعہ سے پھیلائی ہے۔ صحابہ کرام پر شیعوں کے عائد کردہ الزامات دھرائے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی بناپر جب ان کی گرفت کی گئی اور واضح کیا گیا کہ دیکھو! اس کتاب میں شیعوں کی منکر روایتوں کے ذریعے زہر بھر دیا گیا ہے۔ اور اس کتاب

.....فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الانبياء:۷)

"جب تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اہل علم (اہل حق) سے پوچھا کرو"

عقیدہ توحید کی اصلاح

اور روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر مبنی

قرآن و سنت کی روشنی میں

سوال و جواب

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایم بی بی ایس (لکھنؤ) فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

رابطہ کے لیے

محمد حنیف، پوسٹ بکس نمبر ۷۲۰۰۷، مسجد توحید، حیدری روڈ، کیماڑی، کراچی

فون نمبر: ۲۸۵۰۵۱۰.....۲۸۵۳۳۹۴۳